——— متضاد حکمت عملی چھوڑ کر صرف اسلام کے تابع ہو کر جدوجہد موثر ثابت ہو گی اور اس پورے جمہوری نظام سے گلو خلاصی کرانی ہو گی جس کے نتیجے میں عورت اس ملک کی حکمران بنی اور نفاذ اسلام کا صحیح راستہ تبلیغ اور جہاد ہے اور افغان مجاہدین نے جو کامیابی حاصل کی ہے وہ جمہوریت کے ذریعے نہیں بلکہ جہاد و تبلیغ کے ذریعے۔ اس سلسلہ میں دینی جماعتوں کے بزرگوں کو جماعتی سطح پر تطہیر کرنی ہو گی اور اپنی صفوں سے ایسے سرمایہ داروں کو مفاد پرست عناصر کو الگ کرنا ہو گا۔ جو دینی اداروں کے مالی تعاون کے روپ میں آگے بڑھ کر دینی جماعتوں کی پالیسیوں کو یکسر تبدیل کر کے دینی جماعتوں کو سیکولر سیاسی جماعتوں کا حواری بنا رہا ہے جس سے سیکولر سیاسی جماعتیں اور شخصیتیں بالادست بن گئیں اور دینی جماعت اور شخصیتیں سیاسی لوٹا بن کر رہ گئی ہیں۔

مولانا سید عطاالمومن نے افغان مجاہدین کی جدوجہد پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ افغان جہاد اور قربانیوں کے بعد ان کی واضح جیت کو سیاسی ٹیبل پر شکست دینے کی مکروہ سازش کر رہی ہے اور افغان عبوری حکومت کو پاکستان کی حکومت نے ابھی تک تسلیم نہ کر کے پوری قوم اور عالم اسلام کو مایوس کیا ہے۔ انہوں نے کہا افغان مجاہدین کی عبوری اسلامی حکومت کے قیام سے وہ گروپ بہت ناراض ہیں جو ایرانی بھتہ کھا کر ایران میں مقیم ہیں اور افغانستان کی ۱۰ فی صد شیعہ اقلیت کے لئے ۴۰ فی صد حصہ مانگ رہے ہیں۔ اور وہاں ایک سازش کے تحت افغانستان میں اقلیت کو براجمان کرنے کی مکروہ سازش کی جا رہی ہے انہوں نے واضح طور پر کہا کہ پی پی کی حکومت افغانستان کے سلسلے میں اپنا موقف واضح کرے اور بلا تاخیر افغانستان کی عبوری اسلامی حکومت کو تسلیم کرے اور ایران کے گھٹنے ٹیکنے کا انتظار نہ کرے۔

احرار رہنما نے الزام لگایا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ اس ملک میں مخصوص اسٹیبلشمنٹ قائم کرنا چاہتی ہے اس کا ایران کی طرف جھکاؤ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ وارفتگی اور خود سپردگی کی کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان ایران کا ایک صوبہ ہے۔ افغانستان کے معاملے میں ایران کا پاکستان پر دباؤ مسلسل بڑھ رہا ہے کہ شوریٰ میں ۷۰ فی صد نشستیں دی جائیں۔ افغانستان کو تقسیم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

انہوں نے کہا ملک میں ایک مخصوص فرقہ کی حکومت قائم کی جا رہی ہے اور اس کی بالادستی کے لیے کام ہو رہا ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ایرانی شیعہ اسٹیٹ ایران کے ۴۰ فی صد سنی مسلمانوں کو وہی حقوق دے جو وہ اپنے لئے پاکستان اور افغانستان میں مانگتی ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ افغانستان کے سلسلہ میں ایران کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

سید عطاالمومن بخاری نے الزام لگایا کہ کالا باغ ڈیم کو سکردو ڈیم میں تبدیل کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں ——— روس اور بھارت پاکستان اور افغانستان کو ہر اعتبار سے نقصان پہنچانے میں اپنا ٹھوس کردار ادا کر رہا ہے۔ موجودہ حکومت ایک طرف خزانہ خالی ہونے کا واویلا کر رہی ہے اور دوسری طرف منظور دل کی فوج ظفر موج بھرتی کئے جا رہی ہے۔

مختصر عرصہ میں پی پی کی حکومت کے ارادے اور عزائم کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ مرکز اور پنجاب کی چپقلش اور محاذ آرائی ملک کو ایک بڑے بحران اور نئے مارشل لاء کے قریب لئے جا رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ پر لادینیت کی یلغار و پرچار دینی اداروں کو کمزور کرنے کے لئے تہذیبی یلغار، شمالی علاقوں میں ایک فرقہ کی غیر معمولی سرگرمیاں، صوبہ سندھ میں غیر سندھیوں کے متعلق موجودہ صورتحال، کراچی حیدر آباد کے حالات اور سندھ اسمبلی میں جن غیر سندھیوں کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ملک میں قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ، مہنگائی، رشوت اور بدکاری و فحاشی کا فروغ ملک کے مختلف حصوں میں لسانی، گروہی، علاقائی تعصبات اور تحریکیں موجودہ حکومت کے لئے لمحہ فکریہ اور بہت بڑا چیلنج ہے۔

ادارہ

زبانِ خلق

ایک مجاہد کا خط

مجلس احرارِ اسلام کے آتش بجاں زعماء نے جہاں آزادئ ہند کے لئے ایک منفرد انداز سیاست اپنایا وہاں دین دشمن قوتوں کے خلاف احرار کی صف بندی بھی بالکل ممتاز تھی۔

علماء کی کھیپ جو جمعیت العلماء ہند کے نام سے ایک مذہبی قوت بن کے ابھری لیکن اپنی سیاسی حکمتِ عملی کانگریس کے مسلم لیگ اور آغاخانی گروپ سے سیاسی معاہدوں اور روز روز کے سیاسی روپ بدلنے کی وجہ سے اپنا وقار کھو چکی تھی۔ احرار نے تمام مذکورہ سیاسی قوتوں اور دین دشمن قوتوں کے خلاف مزاحمت کی بنیاد پر کام شروع کیا تو ہر طبقہ ومسلک کے لوگ احرار کے سرخ پھریرے کے سایہ میں صف بستہ ہو گئے۔

احرار کی اس مقبولیت سے جہاں یونینسٹوں، مسلم لیگیوں اور کانگرسیوں کو تکلیف ہوئی حیرانی کی بات ہے کہ وہاں احرار علماء کے حسد کا بھی شکار ہو گئے اس کے باوجود جو لوگ احرار کی صفوں کو منتشر ہونے سے بچاتے رہے۔ اور جنہوں نے بقاء واستحکام کا عمل جاری رکھا ان میں حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ کا نام بھی آتا ہے جو بھولی بسری یادوں کی سکرین پر کبھی کبھار اپنا باوقار سر اٹھا کر اپنی یاد خود دلاتے ہیں اور احرار کے نئے دوستوں کو مستقبل کے خطوط مرتب کرنے کی ہدایات دیتے رہتے ہیں جس کے لئے ہم اخلاف ان اسلاف کے شکر گذار ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا موصوف قادیان میں تحریک تحفظ ختم نبوۃ کے علم بردار تھے اور بزم احرار کے جگر دار مبلغ۔ "مشاہدات قادیان" آپ کی تصنیف ہے جو ماضی کے جھروکوں سے جرأت وشجاعت، قربانی وایثار اور استقامت کے نور کی کرنیں بکھیرتی اور آنے والوں کے لئے ختم نبوت کے مشن کی تکمیل کے لئے اصولوں کے رخ روشن سے سیاسی وگروہی گرد وغبار جھاڑتی ہے

ذیل میں ابن شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے نام مولانا مدظلہ کا ایک تازہ مکتوب ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ جس میں ماضی سے ناواقف، حال سے برگشتہ اور مستقبل سے مایوس دینی وسیاسی کارکنوں کے لئے جدوجہد، عزم اور حوصلہ وصحت کا پیغام ہے لیجئے پڑھیے اور سر دھنیے

یا ابن امیر شریعت ! اطال اللہ عمرہٗ وزاد مکانتہٗ فی الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کی نگاہِ شرف کا شکریہ ۔ نقیب مل رہا ہے ، جب رسالہ موصول ہوتا ہے تو پڑھنے سے پہلے میں اسے سامنے رکھ لیتا ہوں اور اس کی ہیئت قضائیہ کا معائنہ کرتا ہوں اور دیر تک ماضی میں کھو جاتا ہوں ، لاہور کا دفتر احرار ، دوستوں کی آمد ، ان کی چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ، پھر چودھری صاحب کا رُک رُک کر ان سے گفتگو کرنا یہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے حاضر ہو جاتا ہے ، گویا میں انہیں اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں ، خوشی و غم کے ملے جلے جذبات سے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور بے اختیار آنسو ٹپک پڑتے ہیں ۔ پھر ایک دم تصور کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ حضرت امیر شریعت تشریف لے آئے ہیں جن کا ورودِ مسعود کبھی کبھار ہوتا تھا آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور بصیرت کے دیدہ وا کو یوں لگتا ہے جیسے واقعہ میں حضرت امیر شریعت اپنے پورے جلال و جمال سے آراستہ میرے سامنے ہیں میری روح باغ باغ ہو جاتی ہے اور دفتر احرار کے در و دیوار دمک اٹھتے ہیں گلستانِ احرار میں بہار کا سماں ہے اور شمعِ ختم نبوت کے احراری پروانے حضرت امیر شریعت کے چاروں طرف پرہ جمائے ادب و احترام سے کھڑے ہیں سب کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہیں نگاہوں میں عقابی چمک ہے شاہ جی مجھے آواز دیتے ہیں عنایت اللہ میں فضا میں پیدا ہونے والے اس ارتعاش سے چونک جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں نقیب سامنے ہے پھر میں اس کے مطالعے میں محو ہو جاتا ہوں ۔ ماشاء اللہ اس گئے گذرے دور میں نقیب ختم نبوت کی یہ شان ، کتابت طباعت ، ترتیبِ مضامین روزنامہ آزاد کی یاد دلا کر نقیب اس پر فوقیت کا احساس دلا رہا ہے ۔

حضرت مخدوم سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کا تو مجھے علم تھا کہ بفضلہٖ تعالیٰ دو اردو زبان کے ادیب و خطیب ہیں ، لیکن آپ کے متعلق میرا یہی تصور تھا کہ ماشاء اللہ ایک خوبصورت نوعمر ، صاحبِ علم اور عمدہ مقرر ہیں لیکن نقیب کا لوٹ پلٹا دینا ہے کہ ماشاء اللہ سیاسی نظریات اور اردو تحریرات بھی آپ کی مثالی اور معیاری ہیں ، جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتا ہے اسے پوری طرح نباہنے کی اہلیت و قابلیت واہ واہ کرنے پر آمادہ کرتی ہے ۔ "اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ"

عزیز گرامی منش ! میں اس قابل تو نہیں کہ سیاسی نظریات اور مسئلوں کے بارے میں آپ کی رہنمائی کروں ماشاء اللہ آپ لوگ حالات حاضرہ سے باخبر اور رواں سیاست سے پوری طرح واقف و عارف ہیں ۔

میں اپنے مشاہدہ و تجربہ سے چند باتیں عرض کر دینے میں کوئی باک نہیں محسوس کرتا۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

مجلس احرارِ اسلام کے بزرگوں نے جس جرأت و پامردی سے حکومت برطانیہ اور اس کے ایجنٹ مرزائیوں کی بیخ کنی کا کام کیا اس سے پنجاب کے ٹوڈی سرمایہ دار اور جاگیردار احرار کے دشمنوں کی پہلی صف میں تھے انہی میں احرار کا بدترین دشمن فضل حسین بھی تھا جس نے دیندار حریت پسند مسلمانوں کی جماعت مجلس احرار کی اینٹی مرزائی تحریک انتقام لینے کے لئے ظفر اللہ خان مرتد مرزائی کو جو ایک وکیل تھا نہ یہ کہ وائسرائے ہند سے روشناس کرایا بلکہ اسے وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل کا ممبر بنوایا۔ اور فرنگی دورِ حکومت کا سب سے بڑا اعزاز بھی دے دیا۔ احرار کے متعدد وفود سر فضل حسین سے ملے اور اسے مرزائیوں کی سازشوں، دین دشمنی اور قومی وملی مفترتوں سے آگاہ کیا مگر بجائے اس کے کہ وہ مرزائیوں کی ابلیسی چالوں اور خوفناک ارادوں کو محسوس کرتا وہ مرزائیوں کی حمایت میں آگے ہی بڑھتا گیا اور احرار بزرگوں کی نیک نیتی پر مبنی کاوش و خواہش کو درخور اعتنا ہی نہ سمجھا۔ خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

مجھے یاد ہے کہ ایگزیکٹو کیٹی کی ممبر شپ کے دوران جب وہ قادیان جاتا تو اس کا سیلون اسٹیشن پر ہوتا اور وہ دیہات میں مرزائیت کی تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہوتا اور وہ اپنے اس سیاسی و سرکاری منصب کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرتا۔

ارتدادی سرگرمیوں کی ہمیں اطلاع ملتی ہم بے سروسامان درویش خدامت بھی اس کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوتے جس جس گاؤں میں وہ اپدیش دیتا ہم بھی اس کی دنیاوی طاقت و اختیار و عہدہ کی پرواہ کئے بغیر بے نیاز سروسامان اللہ کی طاقت اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سب سے مضبوط سہاروں پر قرآن و حدیث سے اس کے دجل کا پوسٹ مارٹم کرتے اور مرزائیوں کے اجرائے عقیدۂ نبوت کی دھجیاں بکھیرتے اور ظفر اللہ خبیث کے اثرات زائل کر دیتے۔ آپ یقین کریں کہ قادیان میں احرار کا مرکز قائم کرنے اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی مہم کے بعد نہ تو قادیان شہر میں اور نواحی دیہاتوں میں کوئی ایک فرد بھی مرتد نہیں ہوا۔ برابر قادیان میں ہم سے پہلے بھی مسلمان ان کے پھندے میں نہیں آئے تھے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

سر فضل حسین مذہبی آدمی بالکل نہیں تھا جیسے فرنگی کے دیگر پالتو تھے ویسا ہی یہ بھی تھا ظفر اللہ خان سے اس کی محبت اور مسلمانانِ ہند پر اس کو مسلط کرنے کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ انگریز کی وفاداری اور دوستی۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ احرار دشمنوں میں پنجاب کا ٹوڈی جاگیردار اور سرمایہ دار بھی سب سے آگے تھا ان میں ایک تو یونینسٹ تھے دوسرے وہ لوگ تھے جو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر فرنگی سے وفاداری کی بنیاد پر اکٹھا ہو گئے

گئے تھے۔ بعد میں تمام یونینسٹ بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے ان سب نے مل کر ہندوستان کی فوری تقسیم کا فارمولا قبول کر لیا میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں پر یہ سب سے بڑا ظلم تھا۔ فوری تقسیم قبول کی اور ساتھ ہی اصول تقسیم یہ طے کیا کہ جہاں مسلم اکثریت ہے وہ پاکستان اور جہاں ہندو اکثریت ہے وہ بھارت۔ اس اصول کے ماتحت دہلی تک تو پنجاب تھا جو مسلم اکثریت پر مشتمل تھا اور مشرقی و مغربی بنگال مسلم اکثریت کا علاقہ تھا مگر تقسیم کے وقت یہ سب کچھ بھارت کو جھونگے میں دے دیا آسام اور یوپی میں بھی مسلمانوں کی اکثریت تھی یہ علاقے بھی طشتری میں سجا کر بھارتی رام راج کے حوالے کر دئیے گئے۔ موجودہ پاکستان کی زراعت کا دارومدار کشمیر سے آنے والے غذائیت سے مالا مال پانیوں پر تھا مرزائیوں کی سازش اور ظفر اللہ خاں کی کاوشوں سے ضلع گرداسپور بھارت کو دیا ساتھ ہی کشمیر بھی مرزائیوں نے اپنی ماں کے جہیز میں دے دیا اور پاکستان ان میٹھے پانیوں کی سیرابی سے محروم ہو کے رہ گیا۔ پھر حکومت ان لوگوں کو ملی جو اسماً مسلمان تھے مگر عملاً فرنگی کے جانشین اس منصوبہ وعمل نے مسلمانوں کو دینی تہذیب اقتصادی اور سیاسی طور پر ایسا نقصان پہنچایا کہ پاکستان آج تک اقوامِ عالم کے برابر کھڑا نہیں ہو سکا۔ پاکستان کا مضبوط ونگ مشرقی پاکستان بھارتی رام راج ہڑپ کر گیا۔ یہ صرف اس بات کا نتیجہ ہے پاکستانی حکومتوں نے اللہ ورسول سے وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی پاکستان میں اسلام نافذ نہیں کیا۔ موجودہ پاکستان میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ دونوں اسلام سے ناواقف ہیں۔ مسلم لیگ پیپلز پارٹی سے بڑی مجرم ہے کہ وہ بیالیس برس سے پاکستانی عوام کا خون چوس رہی ہے۔ پاکستان امیروں کی جنت ہے اور غریبوں کے لئے ہر سورج نئی آفتیں لے کر طلوع ہوتا ہے پاکستان کے ہر دور کے حکمران جاگیردار اور سرمایہ دار رہے چاہے وہ پی پی پی ہوں یا مسلم لیگ میں دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں یہ دونوں احرار کے دشمن ہیں۔ احرار کو موقع ملا ہے کہ ان کی لڑائی کو مزے سے دیکھے چونکہ یہ لڑائی ہماری اپنے ملک کے ہوس پرستوں کی لڑائی ہے۔ لہٰذا چار چول چوکس ہو کر مشاہدہ کرے اور اپنی نپی تلی رائے کا اظہار کرے کسی ایک دھڑے میں اپنا وزن نہ ڈالے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے مرزائیوں کا جنازہ نکالا اس کی تمام برائیوں کے باوجود ہو سکتا ہے یہی کار خیر اس کے جنت جانے کا وسیلہ بن جائے اللہ کی رحمت سے بعید نہیں۔

والسلام

عنایت اللہ چشتی

ایں گناہیست کہ درخانۂ شما نیز کنند

مکرمی! السلام علیکم۔!

رقت نقیب ختم نبوۃ ملتان ماہ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ جولائی ۱۹۸۹ء پیش نظر ہے۔ اس میں ایک مضمون بعنوان امام خمینی کے انتقال پر۔ مولانا کوثر نیازی کا شعر۔ خادم حسین شیخ اور ایک مضمون بعنوان۔ مولانا کوثر نیازی کا باپ گم ہوگیا ہے۔ محترم جناب حافظ ارشاد احمد۔ دیوبندی ظاہر پیر کی طرف سے شریک اشاعت ہے۔ دونوں مضامین کا تعلق جناب کوثر نیازی کے اس فعل پر ہے کہ اس نے ایرانی سفیر کے پاس جاکر خمینی کی موت پر تعزیت کی اور تعزیتی کتاب میں یہ شعر تحریر کیا ہے:

حالِ ما در ہجرِ رہبر کم تر از یعقوب نیست　　او پسر گم کردہ بود و ما پدر گم کردہ ایم

اس پر جناب شیخ صاحب نے خمینی کے افعال اور اعتقادات بھی بیان کر دیئے ہیں شیخ صاحب کی یہ تحریر قارئین نقیب کے لئے بصیرۃ افروز ہے اسی طرح جناب دیوبندی صاحب نے بھی کوثر نیازی کے غلط اعمال کی نشاندہی کی ہے اور نیازی کی متلون زندگی کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالی ہے۔ ظاہر ہے ان دونوں حضرات کی یہ تحریر حمیتِ جذبہ اسلامی کے تحت ہے کیونکہ ان حضرات کو کوثر نیازی کے ساتھ کوئی مخاصمت نہیں۔ اس لئے ان حضرات کا یہ جذبہ مستحسن صد تحسین ہے۔ خدا کرے مزید توفیق ہو۔ اس کے ساتھ ہی ہم چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ کوثر نیازی کے عمل پر آپکی تنقید صحیح اور بجا ہے۔ لیکن کوثر نیازی کی شخصیت کوئی ایسی اہم شخصیت نہیں کہ جو تصلب دینی کے باعث نمایاں رتبہ پر فائز ہو۔ بلکہ وہ عام سیاسی مولوی ہے جس کی لچکدار شخصیت میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر حکومت وقت کے اقتدار میں جذب ہوجاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر آپ ان دیوبندی علماء کے تاثرات پر تنقید کرتے جنہوں نے خمینی کی موت پر اس کے انقلاب کو اسلامی انقلاب سے تعبیر کیا ہے اور اس کو مرد مجاہد جیسے وقیع الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ اس طرح کے جذبات کا اظہار کرنے والے کوئی ہما شما نہیں بلکہ وہ حضرات ہیں کہ جن کو جمیعۃ العلماء اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان حضرات کے ان لایعنی تاثرات کے اظہار پر آپ کا جذبۂ احساس کیوں موجزن نہیں ہوتا۔ یہ بے حسی صرف اس لئے کہ آپکے نام کے ساتھ بھی "دیوبندی" کا لاحقہ ہے اور وہ حضرات بھی اپنے آپ کو دیوبندی علماء مجاہدین کی طرف منسوب کرتے ہیں اگرچہ ان کے اعمال اس نسبت کی نفی کرتے ہیں۔ "ایں گناہیست کہ درخانۂ شما نیز کنند"